



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

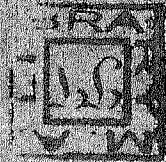
# قرآن مجید

اور

## تضاربات کی تعلیم و تاکید

(مؤلفہ)

خانہ بہ خانہ سید اولاد حمید رفیق  
کوئٹہ نقاب



CHECKED  
Date .....

بہارِ تمام دریا محمد حماد

محمد ظفر علی شمس الدین



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# قرآن مجید

— ( اور ) —

## قتصادیات کی تعلیم و تائید

کَلَامُ اللَّهِ يُبَوِّهُ وَلَا يُسْرِفُهُ

(کھاؤ پیو اور فضول خرچ نہ کرو)

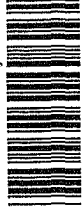


دو برس ہوئے ہیں کہ میں اس مضمون کو اجمالاً اپنے رسالہ تشریح القرآن میں لکھ کر بیان کر چکا ہوں جو دہلی سے چھپکر شائع ہو چکا ہے۔ تشریح القرآن کا موضوع خاص صرف اسلامی وراثت کے مسئلہ شرعیہ میں زعم و ادراج کی بدعنوانی حکومت کی ناتوجبی اور نوعی مداخلت اور دیگر خرابیوں کا اظہار خاص تھا اور اسکے خلاف منقذانہ استدلال لیکن اسکے ساتھ ہی ساتھ اسلامی قانون وراثت پر جو غیر مسلم تفسیریں کے اعتراضات تھے انکا مفصل اور مدلل جواب بھی دیدیا گیا ہے اور سچ من میں ہنرمندی نس رگوئی و آئین

His Holiness Guy Warman.

بشاپ آف منچیسٹر Bishop of Manchester کے بیان کردہ مہل

M.A. LIBRARY, A.M.I.



U7464

اقتصادیات اور ان کے خطبہ صدارت میں ان کے اس علم باطل کا لگ بھگ کو یا ان اصول کے وہی جہد بین پوری تنقید و تردید کرتے ہوئے یہ بتلادیا گیا ہے کہ اشاپ صاحب سے تیرہ سو برس پہلے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اقتصادیات کے یہ اصول جن کی نسبت اختراع و ایجاد کا دعویٰ کیا جاتا ہو حکماء و عملا تعلیم فرما چکے ہیں۔ مشاہد تاریخی شاہد ہیں کہ جب تک اہل اسلام پیغمبر اسلام کی اس تعلیم پر عمل پیرا رہے۔ ان کی قوت مالی اور خوشحالی برابر قائم رہی اور جیسے سے علیحدہ ہو کر تعیش اور اسراف کی راہ پر گئے تھے وہ گئے۔ سچ کہا ہے ۵ خلافت پیمبر کے نہ گزیدہ کہ ہرگز بمنزل نخواستہ ہر سید حال ہی میں مسٹر ایڈیورڈ Andrews نے اسلام کے ان اوصاف کے اور ایک مخصوص پروردہ مقالہ لکھا ہے جو مسلم ریویو کی اشاعت ۱۸۷۱ء میں شائع ہوا ہے ہم کہتے ہیں کہ مسٹر ایڈیورڈ سے بہت پہلے ان کے یہ مقوم وہم نہ ہوا۔ اب علم و ظلم اسلام کے ان اوصاف خصوصاً کو تسلیم کر چکے ہیں اور ان کی تصدیق و توثیق میں اپنے اعترافات تفصیل سے قلمبند کر چکے ہیں۔

اب ہم اپنے اس بیانِ محفل کو جو تو ریشہ القرآن میں لکھ چکے ہیں فیل تفصیل سے عرض کرتے ہیں جسے ناظرین عظام اور قارئین کرام ملاحظہ فرمادیں گے کہ سفر فانیہ کاری اور عیشہ سیاہ کاری سے بچنے کے لیے قرآن مجید میں خدا پاک نے دنیا کو اقتصادیات کے اصول پر معتدلانہ طریقہ حیات اور گذران اختیار کر نیکی یہ کیسے کیسے حکم کا نازل فرمائے ہیں اور اسکے سچے رسول نے ان راہ و ہدایت کی تفصیل میں اپنے طریقہ عمل سے دنیا اور دنیا کو کیسی ٹھوس اور حکم تعلیم و ہدایت فرمائی ہے۔

سب سے پہلے فیہرشنین کر لیا چاہیے کہ علمائے اقتصادیات نے سیاست و حکمرانی سے علیحدہ ہو کر صرف معاشرت انسانی کے متعلق جو اصول قائم کیے ہیں انہیں اصل اصول جاریہ اصول قرار دیے ہیں وہ یہ ہیں (۱) محنت (سعی) Labour (۲) محنت (سعی) مشترکہ Joint Stock of Labour (۳) سرمایہ (اجرت) Wages (۴) سرمایہ مشترکہ Joint Capital ان سب کا اصل خوشحالی استغناء و فلاح البالی بتلایا ہے۔ پھر ان اصول سے بہت سے فروعی ضابطے مستخرج اور مستقیط کر لیے گئے ہیں جو ارتقاء معاشرت انسانی کے لیے مختلف شعبہ جات زندگی میں ضروری اور مفید سمجھے گئے ہیں فوس ہو کہ انکی تفصیل کا نہ موعہ وقوع اور نہ اس مضمون میں انکی گنجائش ہو سکتی ہو ماہرین علم اقتصادیات اور ماہرین علم معاشرت و کتابیات پورے طور سے واقف ہیں کہ مذکورہ بالا اصول جا رگانہ بھی اقتصادیات و کتابیات کے محض ابتدائی اصول ہیں گویا معاشرت انسانی کے یہ بنیاد ہیں جو پھر پھر معاشرت انسانی کی عمارت تیار کی جاتی ہو اور رفتہ رفتہ یہی اصل سیاسیات کی تعمیرات کی حدود ارتقاء پہنچا دیتے ہیں موجودہ رسالے میں جو یہ موضوع خاص ہو وہ یہ ہو کہ اسلامی ادبیات و سیاسیات قرآن مجید میں بھی جسے ام الکتاب بتلایا جاتا ہو اور جسکی نسبت یقینی طور پر کہا جاتا ہو لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (دنیا کے تمام خشک ترہ کا علم) اس کتاب روشن میں ہی ان اصول اقتصادیات کی تعلیم دی گئی ہے یا نہیں؟

جواب گزارش ہو کہ تعلیم دی گئی ہو اور نہایت سختی سے اسکے اختصار کر کے تکیہ و تہدید فرمایا گئی ہو لیکن انکو پیش خدمت کرنے سے پہلے ہمکو فیہرشنین کر دینا ضروری ہے

قرآن مجید جملہ علوم پر حاوی اور اشارہ کن تو ضرور ہو مگر جملہ علوم اور ان کے تمام شعبوں کی تفصیل تمثیل سپین نہیں کی جاسکتی اسکے لیے کتب تفاسیر و احادیث و سیر و تواریخ اسلام سے تفصیل و تبیین ضروری ہو جنہیں ہر قسم کی امثال و اطالع موجود ہو یہ ظاہر ہو کہ اگر جملہ علوم مستنبط اور استخراج بالقرآن ہوئی ہوتی بحث آغاز کر دیا جاتے تو ہر کلمہ اپنے موضوع سے کتنی دوا ہٹ آنا پڑیگا بہت ممکن ہو کہ اصل مقصود و مقود ہو جائے اس لیے ہم اپنے موضوع میں کی بنا پر صرف معاشرت انسانی کی تعلیم و تہذیب کو قرآن مجید کے احکام و تنزیل سے اصول اقتصادی کے معیار پر کمال اُتر اُٹھا ثابت کرتے ہیں۔

پہلے سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام نے دنیا کو جس تمدن و معاشرت کی تعلیم دی تھی وہ بالکل اقتصادیات و اخلاقیات اور اصول مساوات پر قائم تھی نہیں خود غرضی نفسی حرص و بوالہوسی اور بیدردی کا شائبہ تکمات جو نہ تھا۔ بلکہ ان کے خلاف اس کی تعلیم میں خود غرضی کی جگہ عام نفع رسانی و نفسی کی جانیک نیتی حرص و طمع کے عوض توکل و قناعت۔ بیدردی کے بدلے ہمدردی کی تاکید و تہذیب تھی سرمایہ داروں اور سود خواروں اور عام مردم آزاری کی ظاہری اور باطنی مضرتوں کو خوب سمجھا دیا تھا یہود ان مہینہ کی سرمایہ داری اور سود خواروں نے علاقہ حجاز سے لیکر یمن و عراق تک تباہ کاری اور خود خواروں کی چاکھی تھی ان کی زندہ مشکین کے پیش نظر کر دی تھیں اگر ہم یہودیوں کی دولت مندوں کے سیر حمانہ اور فکا فکا نظام کی داستان مصیبت لکھیں تو ہر کلمہ تاریخ عالم کی ورق گردانی ایک طرف اور ہلکے قارئین کرام کو طول بیانی کی پریشانی دوسری طرف بیا جاوے ایک وقت حال ہی کی

اسلام نے جو طریقہ معاشرت بتلائے تھے وہ بالکل سیدھے اور سادے تھے ضرورت کے مطابق تھے۔ زوائد سے بہرہ لے کر آسائش سے کام نہ لیا۔ آسائش اور بجا زیست آرائش سے کوئی علاقہ نہیں محال و مخالاج (آمد و خرچ) میں توازن مساوی قائم نہ کھنکے کی بڑی تاکید تھی کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا (کھاؤ پیو اور فضول خرچ نہ کرو) کے پر معنی اور طلب خیز الفاظ احکام میں تمام اسرار زندگی اور معاشرت انسانی کو جمع کر دیا ہے۔ بد رو اسراف کو بدترین طریقہ عمل بتلا کر۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ خدا فضول خرچوں کو نہیں پسند کرتا۔  
وَلَا تُبْدُوا مَا فِي بُحْتِ الْمُبْدِينَ فضول خرچی نہ کرو ورنہ اس لیے کہ فضول خرچ  
كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں  
کی تاکید شدید فرمائی۔ مصارف بجا سے روکا۔ کفایت شعار سی اور قناعت پسندی کی  
تعلیم دی۔ افلاس و ناداری سے بچایا۔ دولت و ثروت کو محض اپنی نفس منشی اور تنہا پروری کا ذریعہ  
نہیں بلکہ اقربا پروری و مسافروازی اور عام فیض رسانی کا مستقل و کامل وسیلہ قرار دیا۔ اور  
احکام تواریث جاری فرما کر ایک شہ حال اسلامی خاندان کو بجاے خاص امارت  
مشترکہ Common Wealth قرار دیا جس میں اس گھر کے قریب بعید صغیر و کبیر  
بچے اپنے حصص متعینہ شرعیہ کے موافق شریکیت سہم ہیں اور گویا اس اجمالی دولت و سرمایہ مشترکہ  
سے برابر مستفید و مستفیض ہوا کریں مگر یا نہیں ملے۔ امارت مشترکہ اور حصص متعینہ کے سہاگ  
ہو کر گھر ٹھیکے رہنے اور بیکار بنانے کی بھی جرات نہیں لائی بلکہ کسب معاش  
اور حصول رزق کی ذاتی اور انفرادی کوشش کرینیکی بڑی سخت تاکید فرمائی۔



لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى۔ انسان کا فرض سوا اس کی کوشش و محنت کر کے اور کچھ نہیں ہے  
 فَانْتَظِرْ وَفِي الْأَرْضِ وَادِیٰ <sup>اول</sup> تمام دنیا میں پھیل جاؤ اور خدا کے فضل پر امید کر کے  
 آمِنْتُمْ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ تلاشِ رزق اور کسبِ معاش میں مصروف ہو جاؤ  
 سَائِرِ وَفِي الْأَرْضِ لِبَآئٍ <sup>اول</sup> دیکھو اور اہل حق کے ساتھ رات دن تمام روز و رات کی سیر کرو  
 ان آیات سے تلاشِ معاش ہی مراد ہے۔ ان میں اور اتنی سی متعقد آیتوں میں تلاش  
 اور کسبِ ق کی تاکید پر تاکید فرمائی گئی ہے۔ توکل و وقاعت کے معنی نہیں ملے گئے کہ خدا سے  
 رازق کے بھروسہ پر اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہو یا بعدِ متا کی غلط تعلیم طرح  
 تمام ملک و قوم کو لگا گری اور وہ بددی کے ایسے شرمناک و حیا سوز طریقہ گزارنا کہ انسانی  
 اور انفرادی فکر و تلاشِ معاش سے مستغنی کر دیا۔ اسلام کے تہذیب کے کسبِ معاش میں سچا  
 فلاحت صنعت جہت۔ ملازمت محنت و مزدوری وغیرہ غرض ہر قسم کے  
 کام و فعل میں۔ یوں سمجھ لیا جاوے کہ عمل ایک ہے طریقہ عمل مختلف ہیں۔ بدھ مت کی کوشش  
 ہندو دھرم کی شاسیت یہودیوں کی اجباریت اور مسلمانوں کی رہبریت  
 اور ہر قسم کے ترک دنیا۔ گوشہ نشینی عزت گری و غلط توکل و وقاعت کے سخت  
 ممنوع قرار دیا ہے۔ اسلام کا دین دنیا سے جدا نہیں ہے اسلام نے دنیا کو ہر شے دین  
 کے ساتھ وابستہ بنا کر ملک و قوم کو تلاشِ معاش کے عملی طریقہ پر لگایا اور بیکاری ناداری  
 اور دست نگری کی تباہ کاری سے بچایا ہے جو بھرتی و تعلیم یوں بھی زبانی ارشاد و ہدایت تک محدود  
 و موقوف نہیں تھی کئی بلکہ جنابِ سول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود آپاشی آبشی  
 اور ہر قسم کی محنت و مزدوری کر کے عملی طور سے تہذیب و اسلام کے بعد عملی ارشاد و

حقیقی جانشینوں اور اکثر صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم کا یہی طریقہ عمل برابر قائم رہا یہ محض ہماری تعلیم و ہدایت کی تبلیغی ضرورت سے تھا حضرت علیؑ نے بھی ہجرت پر باغیوں میں آپاشی کی غلستانوں میں مزدوری کی کھجوروں کی خوشہ چینی کی اکوڑیں پر خشک کیا خرمے اور رب علیؑ فرماے ہجرت لی اور اسی سے عیال کا قوت لایموت مینا کیا یہی طرز عمل اور طریقہ کار خانوادہ البیت اطہار میں برابر قائم رہا اگر ہم انفرادی حیثیت سے اس سلسلہ کے ہر زندگوار کی مثال ذاتی پیش کریں تو ہمارا اصل موضوع مضمون مفقود ہو جائیگا ان مضامین کو ہم اخلاق الامم میں بہت جلد کامل تفصیل سے پیش خدمت کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہاں تک کہ اس مضمون کی تہید تھی۔ اب تفصیل حسب ذیل ہے  
اقتصادیات کے چاروں ابتدائی اصول اور تفصیل سے بیان کر دیے گئے ہیں  
مزید یاد دہانی کے لحاظ سے پھر عرض کر دیے جاتے ہیں (۱) محنت یا سعی (۲) محنت  
یا سعی مشترکہ (۳) سرمایہ یا اجرت (۴) سرمایہ یا اجرت مشترکہ۔ ان اصول میں  
سعی یا محنت اصول اول ہو قرآن مجید میں اسکی نسبت بطور حکم حکم موجود ہیں  
جیسا کہ اوپر لکھ کر پھر مزید اطمینان کے لیے لکھ دیا جاتا ہے۔

لَئِنْ لَّا لَنُتَانِ الْاَمَامَةَ سَعَىٰ اِنْسَانٍ كَا فَرَضِ سَوَاعِیِ مَحْنَتِ كَا اِیْچہر سَعِیِ  
اس آیت میں سعی کی حقیقت محنت کی اہمیت انسانی زندگی کے لیے اشد ضرورت  
کے ساتھ بطور مسلمہ قائم کر دی گئی ہے، اسکے نفاذ کے متعلق تاکید ہی حکم ملاحظہ ہو  
فَاَنْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ ۝ دنیائیں تمام پھیل جاؤ اور خدا کے فضل

وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ - پر امید کر کے تلاشِ رزق میں مصروف ہو جاؤ  
سَيُرْوَا فِي الْأَرْضِ تَابِي - میں پسندی کے طریقہ عمل کے ساتھ  
وَأَيَّامٍ مِّنْ الْأَيَّامِ - دنیا میں مدتِ دن سیر کرو۔

یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ان دونوں آیتوں میں خطاب صیغہ امر سے آغاز ہے جو فرض کا حکم رکھتا ہے ان آیتوں میں نشر اور سیر زمین کا حکم تلاشِ معاش اور حصولِ رزق ہی سے مخصوص ہو ورنہ سیر سے عام محاورہ روزہ مرہ کے مطابق محض تفریح طبع مراد لینا کلامِ الہی میں (نعوذ باللہ) لغویت پیدا کرنا ہو کیونکہ کلامِ پاک کبھی امر و لعب کی تعلیم نہیں دیتا۔

یہ تو سفر زمین کے ذریعہ سے تلاشِ رزق کا حکم ہوا۔ اب سفر بحری کے ذریعہ سے کسبِ معاش کا حکم اس آیت میں ملاحظہ ہو۔

تَتَحَرَّكُمُ الْبَحْرُ لَنَجْوٰی - وہ یا کہ تمہارے اختیار میں یہاں کہ تم نہیں  
الْفُلُكَ مَا فِيهِ يَأْمُرُهُ وَيَتَّبِعُوا - حکم خدا سے کشیدہ جہاز اور خدا کے فضل سے  
مِنْ فَضْلِهِ - نیکوئی کے (میں ذریعہ سے) تلاشِ رزق کرو۔

ان آیات مذکورہ بالا سے سعی فی الرزق یا محنت کا معاشرتِ انسانی کی تعمیرِ تہذیب کیلئے اصولِ اول مقرر ہوا قرآن مجید کے حکم سے بالکل سہیح ظاہر اور ثابت ہو گیا جس طرح کہ زمانہ حاضری کے ماہرینِ اقتصادیات کے اقوال سے ”اصولِ ربحہ میں پہلے اصول کی تفصیلی مطابقت ہم دکھلا چکے اب دوسرے اصول یعنی محنت مشترکہ کے متعلق ذیل کی آیت قرآنی ملاحظہ ہو۔

وَالرِّجَالُ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۖ وَالنِّسَاءُ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبْنَ ۚ (سورہ نساء ۴) اس آیت سے مرد و عورت دونوں کو جدا جدا کر کے معاش کا حکم اپنے اپنے لیے تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ جو مرد کماے وہ حصہ لے گا جو عورت حاصل کرے وہ حصہ لے گی۔ اب اگر خواہ مخواہ عترض پیدا کر نیکے لیے یہ کہا جاوے کہ اس حکم سے ازدواجی معاشرت کیسے معلوم ہوئی کیونکہ بحث تو ازدواجی معاشرت سے ہے اس حکم میں مرد و عورت کے لیے کسبِ نیک کا البتہ بالعموم معلوم ہوتا ہے خواہ وہ ازدواجی حیثیت رکھتے ہوں یا نہ ہوں اول یہ تنقید واہی اور تعریض خواہ مخواہی ہی حضرت پیش کر نیکے جنکو مصطلحات قرآنی یا کم سے کم عربی ادبیات کی تعلیمات مخصوصہ پر عبور کامل حاصل نہیں۔

قرآن مجید میں الرجال والنساء کی خطابت علی الاکثر زنِ شوہر سے مخاطبت خاص رکھتی ہے اور عربی کے علمائے ادب بھی ان دونوں لفظوں کے بیک جا استعمال پر نیکے موقع پر تعلقات ازدواجی ہی مراد لیتے ہیں۔ کہا لاخفی علی الناظر۔

زن و شوہر کی اشتراکیت کی حقیقت سورہ بقرہ ۲۲ کی آیت ذیل سے ملاحظہ ہو  
هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ (ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب)  
کاماتھ ہی۔

اس آیت سے ازدواجی اشتراکیت کا مسئلہ حل ہو گیا اور یہ اب بھی اسکے نتیجہ سے خود بخود مترتب ہو گیا کہ انفرادی طور پر مرد اپنا حصہ کمالایا اور عورت اپنا۔ تو حقوق اشتراکیت کی بنا پر دونوں کی اجرت سرمایہ مشترکہ قرار پائی جسکو دوجہز کے علم و قیادت کے

اہل ربی اصطلاح میں جو انٹسٹاک آف لیبرس Point stock  
 کے معنی میں ہے۔ حال یہ ہو کہ جب ان اصول کے مطابق معاشرت انسانی میں ملحقہ  
 عمل اختیار کیے جائیں گے تو نتیجہ میں یقیناً خوشحالی اور فائز ابالی حاصل ہوگی۔  
 یہاں تک تو احکام الہی کی تشریحات و تفصیلات نہیں جو اصول اقتصادی کے  
 تعلیم و پرورش پر مشتمل ہیں اب ان احکام الہی کے نفاذ اور ان کے عملی طریقہ کار جو حضرت  
 ختمی مہر تربیت علیہ السلام و پیغمبر نے کیا اور کیسے اختیار کیے وہ حسبِ ہن  
 تمام سیرت و تاریخ کا یہ سلسلہ ہے کہ شہنشاہ رسالت کی زندگی نہایت عسرت اور  
 تنگی سے بسر ہوتی تھی۔

کان رسول اللہ یبیت الیالی رسول اور رسول کے اہل عیال متصل کی کوئی راحت نہ ہوتی  
 الملتذا بعض طوائف و اهل الجحہ و عشاء تھے کیونکہ ان کا کھانا امیر مہر و انھا (ترذیل و فانی و بیانیہ)  
 اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضرت صلعم صبح کو ازواج مطہرات کے پاس تشریف لاتے تھے  
 اور پوچھتے تھے کہ کچھ کھانے کو ہو عرض کرتیں نہیں تو آپ فرماتے کہ میں نے بھی روزہ  
 کی نیت کر لی۔ سیرۃ النبی ج ۲

علی الاثر ایسے ہی وقتوں اور حالتوں میں آپ بیت الشرف سے باہر تشریف لیجاتے  
 اور بازاروں میں ہونچکے لوگوں سے دریافت فرماتے کہ سیکو حال (مزود) کی ضرورت  
 جسکو ضرورت ہوتی وہ بلا لینا آپلا جرت پر اسکا کام کر دیتے۔ انھیں کاموں کی تفصیل  
 و تفصیل میں بھی باہر سے آئے ہوئے تاجروں کا مال اتارنا ہوتا اور کبھی پڑھانا جب کام  
 تمام ہو جاتا تو آپلا جرت لیکر گھر واپس آتے کبھی کوئی آپ کو بلغین آپاشی پرانا تو

کرتا آپ سکے باغ کو سیراب کر دیتے اور مزدوری لیکر گھڑاتے کبھی نخلستان کی مورت  
خرمون کی فصل میں خوشہ چینی اور خشک تر خرمون کی تفریق اور صفائی کا کام انجام  
دے کر مزدوری لیتے اور گھر واپس آتے۔

گھر میں اہل بیت اور اولاد زوجہ مطہرات اجرت پر سوت۔ اون کاتنے اور شیم  
صاف کرنے اور علی الاکثر جو گیہون اور دیگر غلے صاف کرنے اور بنانے کے لیے  
باہر سے منگالیا کرتیں۔ اور انکی پاک صاف کر کے انکے مالکوں کے پاس بھیجا دیتیں اجرت  
میں کبھی نقد کبھی غلہ منگالیتیں۔ باہر سے یہ کام اکثر گھر کے غلاموں سے منگالے جاتے  
تھے یا اصحاب میں حضرت بلال حضرت ابو ذر اور حضرت عمار یا سر وغیرہم لادیتے تھے  
شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لا کر اپنی اجرت نقد یا جنس Cash or  
KIND سامنے رکھتے تھے۔ اہل بیت اور اولاد زوجہ طاهرہ بھی اسی طرح  
اپنی اجرت نقد یا جنس حاضر خدمت کرتی تھیں۔ تو اس حالت میں یہ سرمایہ  
مشترکہ للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن کی حقیقی معنوں میں سعی  
یا محنت باہمی کے ذریعہ سے مترتب ہونا اور گھر بھر کے آذوقہ یا وجہ معاش نہ کہ  
گھر سے باہر تک خوشحالی اور فارغ البالی کی فضا قائم کر دینا ثابت ہو گیا اور کیا  
دور حاضر کی تعلیم اقتصادیح کی اصلی غرض و مراد ہے۔

اس مقام پر پہونچ کر یہ کہو یہ امر بھی صاف کر دینا ضروری ہے کہ مخالفانِ مذہب  
اور حایمان بلا سے بے نقابی بہا رہی تقریر بالا سے عورتوں کو مردوں کے ایسے  
مزدوری کرتے دکھانے کا غلط فہمی پھیلانے کی کوشش نہ کریں کہ اسلام عورتوں کو مردوں کے

دوش بدوش ہو کر بیابان اور آواہ طور پر کام کر نیکی اجازت دیتا ہو اور اس سے بے پردگی اور بے نقابی کا خواہ مخواہ نتیجہ مانگو ذکر لیں۔ ہمارے بیانات تمثیلات میں انکو یہ نہیں سمجھتا کہ رسول کی گھروالیوں نے کام کاج اپنے گھر کے اندر کیا ہو یا باہر کلگر پردے کے اندر کیا ہو۔ یا پردے سے باہر ہو کر؟

اس وقت بھی تمام مسلم شریف زادیاں گھر اور پردے کے اندر رہ کر انہی صنعت و فہرست کے کام کرتی ہیں اور ان سے اجرت پیدا کرتی ہیں اور علی الاکثر یہی انکی وجہ معاش بن کر رہتی ہو اور اسلام کی پوری اجازت دیتا ہو۔ ایک مجنونانہ خیال یہ پیدا کیا جاتا ہو کہ لغیر بے نقابی کے عورتیں ملازمت نہیں کر سکتیں۔ اسلامی احکام پر دھمے کو یا انکے حقوق ملازمت ضبط کر رکھے ہیں اور انکو اذیتوں سے معاشرے کے اس شعبہ سے محروم کر دیا ہو یہ بھی بالکل غلط اور خلاف مشاہدات ہیں مسلم عورتیں برابر ملازمت کرتی ہیں مگر وہی ملازمتیں جو انکی نسوانی خصوصیات فطرت کے موافق ہوں معلوم ہونے کی تمام خدمتیں وہ بڑے حسن و خوبی کے ساتھ اور بڑی تعداد میں تمام ملک کے مختلف حصوں میں انجام دے رہی ہیں۔ اسی طرح انتظام خانہ داری۔ تربیت اطفال وغیرہ کی ملازمتوں پر بھی شریف خواتین اپنے زیادہ خوشحال گھروں میں مامور کیجاتی ہیں اور اپنی ان خدمتوں کو بڑے سلیقہ اور قرینہ سے انجام دیتی ہیں اسلام کی ذرا بھی ممانعت نہیں کرتا یہ امور تو روزمرہ کے مشاہدے ہیں اور تجربے جن سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

اسلام فطرت کا مذہب ہے كُلُّ مَوْلٍ دُیُوْدُ عَلٰی فِطْرَتِهِ الْاِسْلَامِ (تمام

انسان فطرت اسلام پر پیدا ہوتے ہیں، اسکا تمغائے امتیاز ہے۔ اسلام تمام علیات کے احکام میں ہر طبقہ کے فطرتی خصوصیات کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے۔ لَا یُکَلِّمُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا (خدا کسی کو اسکی برداشت سے زیادہ کسی قسم کی تکلیف دینا نہیں چاہتا)، اسی مہول مسلمہ اسلام کی طرے اشارہ کن ہے۔ اس بنا پر عورتوں کو بھی مردوں کی طرح کاروبار کرنیکی اسی مقدار و انداز تک مجازت دی گئی ہے جو جتنی انکی فطرت نسوانی تحمل ہو سکتی تھی۔ انکے امکان فطرت کے باہر کے کاموں کا بار ان پر بھی نہیں ڈالا گیا۔ یہ بھی ملحوظ خاطر کر لینا چاہیے کہ اسلام نے عورت کے تمام مصارف کا باجسکو شرع اسلامی کی مہملاح میں تفقہ کہتے ہیں۔ اسکے مرد پر واجب ٹھہرایا ہے اور مثل اور فرائض کے ہر مسلم پر یہ بھی فرض کیا گیا ہے۔ اس لیے عورتوں پر تلاش معاش کا اتنا بار ہی نہیں ڈالا گیا ہے جتنا مردوں پر۔

آئین شکستہ میں کہ اسلام نے دنیا کے تمام مذاہب سے پہلے مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کے حقوق قائم کیے۔ انکی پوری حفاظت کی اور انکو ارتقاء معاشرت کے اعلیٰ مدارج تک پہنچایا اور یہ بھی ایک حد تک صحیح ہے کہ بعض حقوق و مطالبات وہی تھے جنکے لیے انکی فطرت نسوانی مجوز تھی۔

مغربی تمدن نے اپنی آزادی کی رو میں طبقہ نسوانی کی نزاکت فطرت پرور بھی غور نہیں کیا اور عورتوں کو مردوں کی آغوش سے چھین کر تمام امور میں شریک و شریک بنا دیا لیکن یہ کوئی معمولی غلطی نہیں تھی۔ قانون فطرت کی صریح مخالفت تھی اور بہت بڑی غلطی تھی اس لیے تھوڑی ہی مدت کے بعد انھیں مدعیان مساوات (طبقہ نسوان) کی طرے اپنی



فطرتی کمزوری اور نزاکت کا اعتراف کیا گیا جیسا کہ سلسلہ کی گذشتہ انگریزی پارلیمنٹ میں عورتوں کو منہ سے موسکے بری کر دیے جانیکے لیے جوابیل دخل لگی ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف اس اظہار و اعتراف کے ساتھ پیش لگی ہو کہ عورتیں مردوں کے مقابلہ میں فطرتاً کمزور اور نازک ہیں۔

سب بطبع انقلاب ہر کی آورد ہے عورتیں ہر عورتیں ہیں مرد پھر بھی مرد ہے یہاں تک تو گویا ایک جملہ مقررہ تھا جو ضرورتاً میرے سلسلہ بیان میں حاصل ہو گیا تھا اسکو تمام کر کے پھر ہم اپنے قدیم سلسلہ بیان پر آجاتے ہیں کہ ہماری تفصیلات مذکورہ جہت ثابت ہو گیا کہ اقتصاد فی علم قرآن مجید نے صرف حکم ہی کی صورت میں نہیں نازل فرمائی بلکہ اسکے نفاذ و اجرا کا بھی یہی اہمیت کے ساتھ حکم فرمایا اور خدا کے رسول برحق نے بھی جب اپنے اور اپنے گھروالوں کے عملیات سے اسکی تفصیلات پیش کر دیں اور ساری دنیا کو بتلادیا۔ دکھلادیا اور سمجھا دیا کہ ہر طرح کے اقتصادی طریقہ کار سے معاشرہ انسانی بہت جلد درست ہو سکتی ہو اور گھر کی خوشحالی اور فراغ البالی قائم رہ سکتی ہے تب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یورپ اور امریکا کے ماہرین اقتصادیات کیوں اس علم کی اختراع و ایجاد کا خاص دعویٰ فرماتے ہیں اور اپنے موجد و موسس ہونے کا کوسلن الملکی بجاتے ہیں اور انہیں سمجھتے کہ یہ علم اسکے اصول اسکے طریقہ کار ان لوگوں سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے اسلام۔ اسلام کے احکام اور اسلام کے پیغمبر علیہ وآلہ السلام بتلا چکے۔ سمجھا چکے اور اپنے طریقہ کار سے دکھلا چکے ہیں۔

۵۔ بسوخت عقل نہ حیرت کہ این چه بعجبی است۔

سیرۃ رسول کے | یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ احکام اقتصادیات  
ہر شعبہ سے اقتصادی | کی تعلیم و تعمیل ضروریات زندگی کے تمام مصارف و مشتمل  
عملیات کی تعلیم | یہ ہیں کہ وہ کسی خاص شعبہ زندگی تک محدود و موقوف  
ہو۔ انہیں ماکولات (کھانے کی چیزیں) مشروبات (پینے کی چیزیں) ملبوسات  
پہننے کی چیزیں) یہاں تک کہ آرام و آسائش کے علاوہ زینت و آرائش کے  
لوازمات تک سب بلا قید و تشنا داخل ہیں اب ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ  
اسلام نے اصول اقتصادی کی بنا پر اپنی تمام ضروریات زندگی میں ان اصول کو  
ہمیشہ مد نظر رکھا اور برابر اسی پر عمل پیرا رہا۔

ہم اپنے عنوان بیان میں اوپر لکھ کر بتلا آئے ہیں کہ ہمارا علم اول خدا ہو۔ جملہ  
علوم و امور کی تعلیم ہی کی طرف سے ہوتی ہو۔ خدا کے بعد خدا کا سچا رسول خدا نے  
ہم کو تمام علوم و امور کی تعلیم اور ان کے اصول کی تعمیل اپنے رسول پاک کے ذریعہ سے پہنچائی  
اسی نے ہم کو یہ علوم و تبتلائے اور اپنے طریقہ کار سے دکھلائے اور سمجھائے اب ہم ذیل  
کے واقعات میں یہ دکھلا دیتے ہیں کہ ہمارے رسول برحق نے اقتصادیات کی تعلیم و  
تعمیل کو اپنے کسی خاص شعبہ زندگی تک منحصر و موقوف نہیں رکھا بلکہ تمام ضروریات  
حیات میں اس کو واجب التعمیل کر دیا۔ حسب ذیل واقعات ملاحظہ ہوں۔

ماکولات | صحیح ترمذی باب الزہد میں جناب سرور کائنات علیہ السلام الصلوۃ  
کا یہ قول مندرج ہو کہ فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا اور کسی چیز کا حق  
(فراہمی) نہیں ہے (۱) رہنے کے لیے ایک گھر (۲) شرب و نوشی کے لیے ایک کپڑا

۳۱۔ اور شکم سیری کے لیے روکھی سوکھی روٹی اور پانی۔ باقی بس۔  
صحیح بخاری کتاب الاطعمہ میں ہے کہ آپؐ تمام عمر حیاتی کی صحت نہیں دیکھی  
ایک دفعہ حضرت ام ہانی (حضرت علیؓ کی بہن) کے گھر تشریف لے گئے اور کہا کچھ  
کھانے کو ہو۔ بولیں کہ خالی سرکہ ہو فرمایا جس گھر میں سرکہ ہوا سکونا دار نہیں کہہ سکتے  
پھر سوکھی روٹی سرکہ میں ڈبو کر نوش فرمائی۔

عرب میں ایک کھانا ہوتا ہے جسے حبیس کہتے ہیں یہ گھی پنیر اور کھجور ڈال کر  
پکایا جاتا ہے۔ آپؐ کو یہ بہت مرغوب تھا۔

ایک دفعہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور عبداللہ بن عباسؓ سلی کے پاس  
آئے اور کہا کہ آج وہ کھانا پکا کر ہم کو کھلاؤ جو حضرت صلعمؓ کو سب سے زیادہ مرغوب تھا  
بولیں وہ کیا ملک پندارے گا؟ لوگوں نے صرار کیا تو انھوں نے جو کا آٹا پیکر بانڈی  
میں چڑھا دیا۔ پر سے روغن زیتون۔ زیرہ۔ کالی مرچیں ڈال دیں۔ پک گیا تو لوگوں  
کے سامنے رکھا اور کہا یہ آپؐ کی بہترین غذا تھی۔

حضرت صفیہؓ کے نکلح میں جب آپؐ ولیمہ کا کھانا کھلایا تو صرف کھجور اور سبزی  
مشروبات اٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا۔ دودھ کبھی خالص کبھی پانی ملا کر  
نوش فرماتے تھے۔ پانی میں کشمش کھجور اور ملائو بھگو دیتے تھے۔ بھیگ جانیکے بعد صرف  
اسکا پانی نوش فرمالتے تھے۔ ظرف میں صرف ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو لوہے کے  
تاروں سے بندھا ہوا تھا۔ روایت میں یہ قہقہہ ہر قہقہہ بتلاتا ہے کہ ٹوٹ گیا ہوگا اسلئے تاروں سے  
باندھ دیا تھا

**ملبوسات** | سلطان رسالت سلام اللہ علیہ آلہ کے لباس کے متعلق کوئی تصریح نہ تھا۔ عام لباس چادر قمیص اور تہمتھی۔ پاجامہ استعمال نہیں فرمایا لیکن چابی کے بھیجے ہوئے سیاہ موندے استعمال فرمائے تھے عامہ اکثر سیاہ ہوتا تھا اونچی ٹوپی کبھی نہیں پہنی عامہ کے نیچے سر سے لٹھی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے جب انتقال ہوا تو حضرت عائشہ نے مکمل حسین بیوند لگے ہوئے تھے اور گاڑھے کی تہمت کا لکر دکھلائی کہ نحس کپڑوں میں آپ نے وفات پائی۔

حضرت علی نے ایک بار کرتہ سلوایا استینین بڑی ہوگئیں آپ نے انکا زائد حصہ پھاڑ دیا خیاط سامنے کھڑا تھا بولا کہ سٹے ہوئے تیار کپڑے کو پھاڑنا مناسب نہیں فرمایا ضرورت سے زائد رکھنا کب جائز ہو۔ زائد کپڑا لیمباؤ اسکی ٹوپیاں سی کر لے آؤ جب ٹوپیاں سلکر آئیں تو غربا میں تقسیم فرمادی گئیں۔  
**نعلین مبارک** | اس طرز کی تھی جسکو اس ملک میں چپل کہتے ہیں میریضر ایک تلا ہوتا تھا جس میں نشیے لگے ہوتے تھے۔

**بستر رسول** | چڑے کا ایک گتہ تھا جس میں ونی کے بجائے کھجور کے پتے بھرے تھے چار پائی بان کی بنی ہوئی تھی جس سے اکثر جسم مبارک پر بھیان چاتی تھیں حضرت عمر واقعہ الیہ کے متعلق تفسار کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے تو بیان فرماتے ہیں کہ جیسا دن لیکر اندر گیا تو دیکھا آپ کھڑی چار پائی پر لیٹے ہیں اور جسم مبارک پر بانوں کے نشان پڑ گئے ہیں ادھر ادھر نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک طرف ٹھٹھی بھجور کھے ہوئے تھے ایک نے زین کھوٹی پر کسی جانور کی کھال لٹکی ہوئی تھی میری آنکھوں کا تسو

جاری ہو گئے حضرت صلعم نے سید لڑ چھا تو میں نے عرض کی کہ اس سے بڑھ کر اور کون سا کون  
موقع ہو گا قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور آپ بغیر جد ہو کر اس عسرت  
و تنگی سے بسر کریں۔ ارشاد فرمایا کیا تم سپر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا میں اور ہم  
آخرت۔ سیرۃ النبی جلد دوم ص ۴۰۳

زینت و آرائش | اکاشانہ رسالت کا ساز و سامان (قرن چہر) کیا؟ ایک چڑے  
سے نفرت | اکاشانہ چڑے کا تکیہ حسین کچھو کی چھال بھری ہوئی تھی  
ادھر ادھر چنچل کھالیں لٹکی ہوئی تھیں۔ آستانہ رسالت کو انوار الہی کا منظر تھا  
تاہم اس میں رات کو چرلغ تک نہوتا تھا گھر کی دنیاوی اور ظاہری آرائش  
پسند خاطر نہیں تھی۔

ایک بار حضرت عائشہ نے دیواروں پر دھاری دار نگین کپڑے منڈھے  
تو آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ہکوا اینٹ اور پتھر کو کپڑے پہنانے  
کے لیے مال نہیں دیا گیا ہے۔ ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۱۱۹

ان تمام حالات و واقعات کو پڑھ کر معمولی سی معمولی عقل نہ کھنے والا آدمی بھی غما  
کند کیا کہ پیغمبر اسلام نے اپنی تمام ضروریات زندگی میں مذکورہ بالا اصول اقتصادیات  
ہمیشہ پیش نظر رکھے کہ انتہاء درجہ کی سیدھی سادی۔ آسان اور کم خرچ گذران و قات کے  
طریقے اختیار کیے ہیں اور اپنے عملی نمونے دکھلا کر تمام قوم و ملت کو کیا ساری دنیا کو  
انہیں اصول اقتصادیات کے مطابق گذران و قات کی تعلیم و ہدایت فرمائی ہو  
ان تمام واقعات و مشاہدات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ دعویٰ اچھا اور زعم باطل کرنا

کہ اسلام نے اقتصادیات کی تعلیم نہیں دی یا اسلام نے اقتصادیات کی تعلیم دوسروں سے حاصل کی، یہ بیانشکے انکار کرتا ہے ۵

”ہم معتقدِ دعویٰ باطل نہیں ہوتے“

ہاتھ پھیلانے اور سوال | ہمارے موجودہ سلسلہ بیان میں یہ بھی لکھ کر تبادلا دینا ضروری ہے کہ جس طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیکاری اور بے مشغلی سے بچنے کی تمام دنیا

کو ممانعت کی ہے اس طرح دستِ نگرہی، در بدری اور دوسروں سے مانگ کر شکم پروری کو بھی سخت ممنوع فرمایا ہو۔ ذیل کے واقعات سیرت و تاریخ سے اسکا پورا ثبوت ملتا ہے جناب سرور کائنات، علیہ وآلہ الصلوٰۃ کا یہ مقولہ مسلمانوں کے لیے اگر کوئی شخص لکڑی کا گٹھا پٹھ پر لا دلائے اور بیکار ہو جائے تو اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔

ایک دفعہ ایک انصاری آئے اور آپ سے سوال کیا: آپ نے ارشاد کیا تھا: ”پس کچھ نہیں ہو رہے کہ بس ایک سمجھنا ہو جس کا کچھ حصہ ڈھ لیتا ہوں اور کچھ بچھالیتا ہوں اور ایک پانی پینے کا پیالہ ہو اور بس۔“ آپ نے دونوں چیزیں منگوائیں پھر فرمایا یہ کون خریدتا ہو؟ ایک شخص نے ایک دم لگا یا۔ آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر بھی کوئی دام لگاتا ہو؟ ایک صاحب نے ایک کے دو دو کر دیے۔ آپ نے دونوں چیزیں منگوایں اور ان سے دوہم لیکر انصاری کو دیے کہ ایک دوہم کا کھانا لیکر گھر میں دیدیں اور ایک دوہم کی بانہا میں ہی خریدیں اور گھٹل میں جا کر لکڑیاں بانڈھ کر لائیں اور

بازار میں جا کر بیچ لیں۔ پندرہ دن کے بعد وہ خدمت اقدس میں آئے تو دس د  
انکے پاس جمع ہو گئے تھے اس سے کچھ کپڑا خریدا کچھ غلام مول لیا تحفہ صلم  
فرمایا یہ اچھا ہو یا یہ کہ قیامت میں چہرے پر گدائی کا داغ لگا کر جانا۔

ایک دفعہ چند انصاری آئے اور سوال کیا۔ آپ نے عنایت فرمایا اچھ  
جب تک کچھ رہا آپ آئی درخوست رو نہیں فرمائی جب کچھ نہیں رہا تو آپ  
فرمایا کہ میرے پاس جب تک ہینگا۔ میں تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا لیکن جو شخص  
اشد سے یہ دعا مانگے کہ وہ اسکو سوال اور گداگری سے بچائے تو وہ اسکو بچا دیتا ہو  
اور جو خدا سے عنایت کا طالب ہو تو ہے وہ اسکو استغنا مرحمت فرماتا ہے اور جو صبر  
کرتا ہے اشدا اسکو صابر بنا دیتا ہے۔ اور صبر سے بہتر اور وسیع تر دولت  
کسی کو نہیں دی گئی۔

حکیم بن حزام فتح مکہ میں اسلام لائے تھے انھوں نے ایک دفعہ آپ کے ہانگ اپنے  
عنایت فرمایا کچھ دن بعد پھر ہانگا آپ نے پھر دید یا تمیری بار پھر سوال کیا تو پھر یہ  
آپ نے کچھ عنایت کر دیا اسکے بعد فرمایا اے حکیم یہ دولت سرفروشن ہو جو استغنا و  
کے ساتھ اسے قبول کرتا ہو اسے برکت ملتی ہو اور جو حرص و طمع کے ساتھ اسے  
محل کرتا ہو وہ اس سے محروم رہتا ہو اور اسکی مثال اس شخص کی ہوتی ہو جو کھانا علی  
چلا جاتا ہو اور سیر نہیں ہوتا۔ درست بالادست زیریں سے کہیں بہتر ہوتا ہو ورنہ  
حکیم پر اسحضرت صلم کی نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ جب تک زندہ رہے کبھی کسی شخص سے کہ  
کوئی معمولی چیز بھی نہیں مانگی۔

حجۃ الوداع میں مال صدقات تقسیم فرما رہے تھے کہ دو صاحب اگر شال ہو گئے  
پانے انکی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ اتنومنہ اور ہاتھ پیر کے درست معلوم  
کئے اپنے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اس سے کچھ دے سکتا ہوں لیکن غنی۔ مستدرست اور  
مکرم نے مکے لائق آدمی کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

قبضہ نام ایک صاحب تھے۔ وہ مقروض ہو گئے تھے۔ آپ کے پاس آئے تو اپنی  
جست عرض کی آپ نے وعدہ کیا اسکے بعد ارشاد فرمایا اے قبضہ سوال  
اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا تا صرف تین شخصوں کو دے واسیہ (۱) ایک  
شخص کو جو قرض سے زیر بار ہو۔ وہ مانگ سکتا ہے (۲) اس شخص کو جس پر  
ہی مصیبت ناگہانی آگئی ہو جس نے اسکے تمام مالی سرمایہ کو برباد کر دیا ہو  
مگر اس وقت تک مانگنا جائز ہے جب تک اسکی حالت درست نہ ہو جائے  
(۱) تیسرے وہ شخص جو مبتلائے فاقہ ہو اور محلہ کے تین معتبر آدمی کو اہی  
ن کہ ہاں اسکو فاقہ ہے۔ انکے علاوہ جو مانگ کر کھانا حاصل کرتے ہیں

ہ حرام کھاتا ہے سیرۃ النبی ج ۲ ص ۵۳-۵۲

ان واقعات کو پڑھ کر اور سمجھ کر ہر شخص باسانی کدے گا کہ پیغمبر اسلام  
ؐ کہ السلام نے اقتصاد کی تعلیم دینے اور اپنی عملی مثالیں دکھانے کے بعد  
باوالون کو یہ بھی دکھلا دیا اور سمجھا دیا ہے کہ اصول اقتصاد کی نہ اختیار  
نے کی وجہ سے ناداری اور بیکاری کی مصیبتیں آتی ہیں اور آخر میں ہی  
کے آگے ہاتھ پھیلا دیتی ہیں اور بھیک منگا چھوڑتی ہیں اور انسان کے لیے



بہترین طریقہ عمل ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کا یہ قول الموت حیر من ركب العار (موت ذلت و عار سے کمین بہتر ہے) اسی کیطرت اشارہ کن ہو اسی لیے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص کر اس ذلت و عار سے باز رہنے کے لیے سخت تاکید و تہدید فرمائی ہے۔

کیا تیرے رسول کے تمام | اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیرت واقعات ہماری موجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مانگو و مستنبط طریقہ معاشرت معاشرت کے لیے قابل | جواب دہ لکھ کر دکھلائے گئے ہیں۔ عام اس سے کہ تقلید ہیں۔ | و نیات کے اصول پر ہوں کہ اقتصادیات کے دہ حاکم کے موجودہ معاشرت کے مطابق اور اس کے موجودہ ماحول و فضائیں ممکن لعل ہیں۔ یا۔ نہیں؟

یہ کوئی نیا سوال نہیں ہے۔ بلکہ عرصہ دراز سے نئی روشنی کے ان نئے ستر کیطرت سے جو علی الاکثر اسلام کے ساتھ خیال ہمدردی نہیں رکھتے۔ ان تفصیل کے ساتھ وار د کیے جاتے ہیں کہ یہ مسلم ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اعلیٰ اولہ افضل فروستی ثابت ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ یہ ضروری نہیں ہو کہ معاشرت و تہذیب میں آپ کے تمام طریقہ زندگی کی تقلید لازمی سمجھ کر اختیار کی جائے۔ اس طریقہ کار سے تو انسان کے مختار مخلوق کیے جانے کے اصول مسلمہ پر کلامی ضرب پڑتی ہو انہیں بعض حضرات تو اس سے بھی متجاوز ہو کر یہ فرمانے لگتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) سیرت رسول کی اسی کو رائے تقلید نے تو اسلام کو موجودہ

کے عروج و ارتقاء کے منازلِ مراحل سے دور بھٹک گیا ہے اور جنہیں مذلت و ادبار میں گرا رکھا ہو اور یہی طریقہ کار رفتہ رفتہ انسانی آئندہ اور غور و خجندی کا شہرب اور قومی و ملکی عروج و ترقی کا علاج ثابت ہوا ہے۔

ہم ان تعریضات کے جواب میں اپنی طرف سے کچھ نہ لکھیں گے بلکہ ایک مغربی فاضل و تھوڑے دن ہوتے ہیں۔ ایسی گہری تحقیقات کے بعد مشرف باسلام ہوا ہے مسٹر لیاپولڈ ویسی *Leopold Wieser* کی تحریر کے اقتباس کے کام لینے جو انھوں نے انھیں اعتراضات کی تنقید و تردید میں لکھ کر مسلم رپوبلیک کی گذشتہ اشاعت میں شائع فرمائی ہے۔

ہر فرد مسلم ہزار افتخار قرار کرنے پر تیار ہے کہ اسلام مذہبِ اسرار نہیں ہو بلکہ تجلایں اسکے۔ اسکے تمام احکام اسکے تمام اصول اور اسکے تمام آئین و قوانین تنقید و تنقیح عام کے لیے شخص کے پیش نظر ہو ہی کے ساتھ ہر ایک کا بھی خیرات ہو کہ اصول اسلام ایسے مستحکم اور مستقل ہیں کہ نہیں کسی یا بیشی کا کسی بھی اختیار نہیں اسلام میں عیسائیت کی طرح کوئی مجلسِ مقننہ نہیں ہو جو احکام شرعیہ میں و تفتا و قیاس و تفسیر کی مجاز ہو اسلام میں ہر تمام احکام ضروری و واجب العمل ہیں جو حکم خدا و رسول سے مستنبط ہیں۔ ان کے سوا اور کسی کے علم کا اعتبار نہیں اسلام کے متعلق یہ غلط فہمی عالمگیر ہو رہی ہو کہ اسلام ایک عقلی مذہب ہے جسکی وجہ سے ہر شخص کی انفرادی طبعِ سخی کی جولا نگاہ ہو۔ یہ ان تیز طبع حضرات کی روشن طبعی کی شعلہ نشانیاں ہیں جو عقل *Reason* اور عقلیات *Rationalism*۔

کے فلسفہ طلم میں مبتلا ہو کر عقل کو بھیجتے ہیں اور حقیقت کے  
 اور اس کے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ان حضرات عقل و عقلیات کی تفریق و تمیز کے  
 متعلق بحث و محصل کرنا ہمو منظور نہیں ہو مگر محلاً اتنا بتلادینا ضروری ہے کہ  
 اصول اسلام کی تحقیق کے متعلق عقل انسانی صرف اسی حد تک مجاز ہے کہ وہ احکام اسلامی  
 کے نصاب کو جو اقوام انسانی پر قائم کیے گئے ہیں انکی برہشت و نازل کے قابل ہوتے  
 دیکھ لے اور سمجھ لے (اور اسی کی طرف اشارہ ہے) اَفَلَمْ يَتَدَبَّرُوا الْقُرْآنَ  
 اَمْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَفْهَامًا (یہ لوگ قرآن کے معنی سمجھنے میں کیوں کوشش نہیں کرتے  
 کیا انکے دلوں پر قفل لگے ہیں۔ مولف عفی عنہ)

یہ ضروری نہیں ہے کہ احکام اسلامی کے سمجھنے میں فلسفہ کے طلسمی تانے دکھلا جائیں  
 جہاں تک اسلامی احکام و نصاب کا تعلق ہے انکی نسبت ہزار ہا سال پیش  
 عقول انسانی انکی معقولیت کا فیصلہ کر چکی ہے تاہم تمام نوع انسانی کے  
 لیے یہ مجبوری نہیں ہے کہ وہ خواہ مخواہ مذہب اسلام ہی کو قبول کرے  
 اَلَا كَرَاهٍ فِي الدِّينِ اَخْتِيَارُ دِينٍ مِّنْ كِسْفٍ مِّنْ دُونِ هٰذَا (یہ اس کے ضمیر اور ارادت قلبی  
 اشارت خاص رکھتا ہے۔ مولف عفی عنہ) یہ اس کے قلبی ارادت بھی ایک خاص  
 روحانی جذب و تاثیر کے ماتحت ہوتی ہے جبکہ خود قرآن مجید نے بھی  
 بتلادیا ہے (يٰۤهٰدِیْ مِنْ لِّسَانٍ اَوْ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنْ اٰسٰی  
 کی طرف اشارت کی گئی ہے۔ مولف عفی عنہ)

ان تمام بحث و کلام کو دیکھ کر ایک عقل سلیم اور دماغ صحیح رکھنے والا شخص تعصب و نفسانیت سے علیحدہ ہو کر یقینی اور قطعی طور پر کہہ دے گا کہ اسلام کے اندہ کوئی چیز مخالف عقل نہیں ہے۔ علوم عقل کے مسلمات میں ہے کہ عقل انسانی اشیاء کے تمام علل و اسباب کو سمجھ کر اسے زنی کرتی ہے چنانچہ مسئلہ بقا و فنا عقلا کے نزدیک ابھی تک نا طے شدہ ہے وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ہم نے انکو اسکا علم بہت تھوڑا دیا ہے۔ اس پر وال ہے۔ مولف عفی عنہ

مسائل دینیات کی حقیقت سمجھنے کے لیے جسکے اصول ابتدائی ظاہری طور پر خلاف عقل ہونے کا شبہ لگاتے ہیں خاص طور پر ایک ایسے معلم اور ایسے مہربان کی لازمی ضرورت ہے جسکی قوت عقل وادراک عام آدمیوں کے قوائے عقل وادراک سے کمین نہ ہو اور اسکا ذہن اسکی ذکاوت بھی ہماری فہم و فہم سے برتر ہو بلکہ بالاتر ہو۔ اور وہ بالذات نفسانی یا شخص ہو جسکی ذات میں انوار علوم کے علاوہ انوار روحانیت بھی نمایاں ہوں اور یہی ذات یہی ہستی اور یہی نفس غیر ہے اور یہی اسکی خاص شخصیت ہے۔

ان اصول معرفت کے مطابق جب ہم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا رسول برحق تسلیم کر لیا تب ہمارا اخلاقی فرض ہی نہیں ہے بلکہ ہمارے عقل اور ہمارا ضمیر بھی یہی کہلاتا ہے کہ چونکہ چہاں ہم پر اسکی تقلید واجب ہے یہ تقلید کو مانہ نہیں کی جاسکتی اسلیے کہ ہم نے اس تقلید

میں حکم خدا و رسول کو عقل سے سمجھ لیا ہے اور آئندہ کبھی برابر سمجھنے کی کوشش کرتے رہینگے۔ مگر ایسا نہ کہ ان امور کے سمجھنے میں پہلو اپنی عقل منیرہ اور فہم سلیم کی صداقت پر اطمینان کر لینا ضروری ہوگا ایسا نہ کہ ہم جس کو عقل سلیم سمجھتے ہوں وہ فہم ناقص اور عقل ضعیف ثابت ہو اسی کے ساتھ ساتھ پھر حکم ان احکام رسول کے طریقوں پر نظر بھی اگھنی ہوگی جن طریقوں سے وہ ہم تک پہنچائے گئے ہیں لیکن اپنی تحقیق کے بعد بھی پہلو حکم رسول کی اطاعت واجب ہوگی۔ عام اس سے کہ ہم اسکے اصلی سبب و حقیقی وجہ کو معلوم کر سکیں یا نہیں فطرت انسانی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اطاعت متابعت کے موقع پر اپنے ہادی اور رہبر کی رہبری اور رہنمائی کی تمام ہدایتوں کو بلا تردد تسلیم کر لے اس اصول فطرت کی بنیاد پر ہم مسلمانوں کا اعتماد و کمال اور اعتقاد و تسلیم ہے کہ تعالٰیٰ علیہ السلام جملہ ہادیان و رہبران عالم میں فردا کمال و اعلیٰ تھے اور ہم کو ہمارے فطرت بتلاتی ہے کہ آپ نظام دنیات کو انسانی (ماوی) اور روحانی دونوں طریقوں میں سے بہتر جاننے والے اور ہم کو بہتر سے بہتر بتلانے والے تھے۔

بعض امور کی اجازت دینے اور بعض کی ممانعت فرمانے میں آپ کے پیش نظر بعض تعلیمات ہیں جو انسان کی دنیاوی اور روحانی رفاه و فلاح کیلئے لازمی ہیں بعض اوقات (حکم خدا و رسول کی) مصلحتیں بالکل ظاہر ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات ماوی اور غیر ماوی آنکھوں والوں کے آگے کم و بیش پوشیدہ اور مخفی ہوتی ہیں بعض اوقات ہم احکام رسول کے حقیقی سبب کو نہایت آسانی سے

سمجھ جاتے ہیں اور بعض اوقات محض سطحی اور اسکے فوری سبب تک ہم صرف  
پہونچ کر رہ جاتے ہیں۔

بہر حال کوئی حالت ہو احکام رسول کی پیروی اور تاسی ہمارے لیے  
واجب ہے **اطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ** کی نص صریح موجود ہے۔ مولف عفی عنہ  
بشرطیکہ وہ احکام یا احادیث رسول کی اسناد صحیح اور مقبول ہوں ان بھی کوئی  
کلام نہیں کہ بعض احکام نہایت ضروری اور واجب تعمیل ہیں اور بعض قاطعاً عظمت  
واہمیت کم درجہ ہیں (جیسا کہ مصطلحات شرعیہ میں فقرات مستحبات  
سنت مکرکہ اور سنت وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ مولف عفی عنہ) لیکن  
بانیہم انہیں سے کسی کو فضول یا غیر ضروری کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے کیونکہ  
جانب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت قرآن میں صریح طور سے لکھا ہوا ہے  
کہ وہ اپنی خواہش سے کوئی چیز نہیں کہتے **وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ** مولف عفی عنہ  
اسکے معنی ہیں کہ آپ کوئی امر نہیں فرماتے جب تک کہ اسکا مفید اور ضروری موقع  
نہیں آتا کیونکہ خدا کی طرف سے آپ پر الامام ہوتا ہوا روحی آتی ہو اگلا **وَحُجِّي يُوحَىٰ**  
انھیں جوہ مذکورہ بالا کی بنا پر اگر ہم نے اسلام کو سچے اور حقیقی معنوں میں سمجھا ہو تو  
ہم کو سنت رسول کی پیروی اور تقلید اسکے سچے اور صحیح معنوں میں واجب لازم ہے  
اس فاضل مغزنی کے اقتباسات تحریری کے نقل کر دینے سے میرا مضمون طویل  
و ضرور ہو گیا مگر فضول اسوجہ سے نہیں کہا جاسکتا کہ اسکی نقل سے کو فائدہ نہ ہو گیا  
بیک وقت جاہل ہوتے ہیں اول تو یہ کہ اسلام میں احکام خدا و رسول کی عظمت

واہمیت کا احقہ معلوم ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ ان احکام کی معقولیت ان کے اختیار کرنے کی صلاحیت و حیثیت بھی پوری طور سے سمجھ لی جاتی ہے ان امور کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ سمجھ لینا چاہیے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فقہاء و علمائے دین کے لیے اپنی معاشرت کی اکثر مثالیں نمونے دکھلائے ہیں اور جو وہ سو برسوں کی مدت مدید کے بعد دور حاضر کے موجودہ تمدن معاشرت کے عامل ہیں اہل عالم امکان پر عمل سمجھے جاتے ہیں۔ ان سے ہم کو کیا نتیجہ نکالنا چاہیے؟ اور ان سے سبق آموزی حاصل کر کے کس حد تک فائدہ اٹھانا چاہیے؟

ان علیات سے جناب سرور کائنات جلیل القدر کا مدعا ہے خاص قریب تمام دنیا کو اقتصادی تعلیم دینا۔ لوگوں کو بیکاری نہ ادا دی۔ در بدری اور گداگری کی آفتوں سے بچانا اور اعتدال و فراخ البالی کی شاہراہ پر لگانا تھا۔ دوسرا منسلے مبارک یہ تھا کہ طرز معاشرت اور گزران اوقات کرے دین سے سب سے پہلے صرف ضرورت پر کام نہ نظر رکھ کر زواریے قطعاً قطع نظر کر لینا چاہیے۔ ہاں اگر امکان میں وسعت ہو جائے اور لوازم زندگی میں کچھ ایسے زواید اختیار کر لیے جائیں جن سے آرام و سہولت مقصود ہو تو بجا نہ ہوئے مگر انہیں بھی اعتدال اور بصارت و محال کے توازن مساوی کو زیر نظر رکھنا ضروری ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مقاصد مطالب تعلیم و ہدایت کو ذہن نشین کر نیکیے بعد ہمارے قوم و ملت کے افرادی اقتصادیات کی موجودہ کشمکش میں خود اندازہ فرا کر نہایت سانی سے سمجھ لینے کے لئے موجودہ طریقہ معاشرت میں کتنی چیزیں

ضرورت زندگی کے مطابق ہیں اور کتنی ضرورت سے زیادہ جسکا اندازہ وہ خود فرمائینگے  
توفیق صدی پچاس سے زیادہ میرے خیال ناقص میں اس سے بھی زیادہ زیادہ  
نظر آئیگے اور وہ سب ایسے ہونگے کہ اگر انہیں ترک کر دیا جائے تو انسان کی  
معاشرت کے سامان میں کوئی کمی یا نقصان محسوس نہ ہوگا۔

یہ ضروری ہے کہ انکا تعلق عادت سے ہو اور عادت طبیعت ثانیہ کا حکم  
رکھتی ہے عادت اور طبیعت کے علاوہ علی الاکثر یہ نواید و اضافات انکا تعلق  
کی نظر سے اور اکثر اوقات اپنے ہچشموں و ہچمنوں میں مساوات و توازن  
ظاہری کے قائم رکھنے کے خیال سے اختیار کیے جاتے ہیں کوئی صورت بھی  
ہو اور کسی ہی ضرورت نہ واید بھی نہ واید ہی کہلائیگے اور ضرورت کی  
تعریف کے اندر نہ آئیگے یہ بھی ملحوظ خاطر کر لینا ضروری ہے کہ ضرورت اور نواید  
کی تفریق و تمیز سوائے آپ کی ذات خاص کے کوئی دوسرا نہیں کر سکتا اور  
نہ کوئی دوسرا شخص کسی شخص خاص کے محمل و محال میں توازن مساوی تجویز کرنے کا  
حق رکھتا ہے یہ امور بالکل ذاتی سے متعلق ہیں اور اہل بسیت درمی فی البیت  
کے مسئلہ کے ماتحت ہیں اسلیے ایک شخص اپنی کمی اور زیادتی کو بحقیقت و صلیت  
کے ساتھ سمجھتا ہے دوسرا شخص ویسی حقیقت و صلیت کے ساتھ نہ سمجھ سکتا ہو اور  
نہ سمجھا سکتا ہے۔ اس مہول تمدن کے مطابق ہر کو اپنی کمی و زیادتی کا خود فیصلہ  
کر لینا چاہیے اور اپنی آمدنی اور خرچ میں توازن مساوی قائم کر لینا چاہیے کہ ہر  
نادر کی کمی کو اپنی بار آور نہ مانا ہو بلکہ بخلاف اسکے ہماری معاشرت میں فارغ البال و مستی



اور اطمینانی حالت قائم ہو اور یہی حکم خدا اور رسول کا اصل مقصود ہے اور علمائے اقتصادیات کا مدعا۔

ہم اپنا مضمون تمام کر چکے اب ہم کو آخر میں یہ صرف دکھانا ہو کہ ہنزہ پولیٹس  
یورڈنگ کی وارین بشاپ آف منیجر *His Holiness Revd Guy*  
نے سال فورٹ سیونگ بینک کے ایک جلسہ *Warman of Manchester*  
خصوصی میں جسکے آپ صدر بنائے گئے تھے اقتصادیات کی بنا پر معاشرت کے اصول  
یہ قائم فرما کر بتلائے ہیں۔ ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

(۱) روپیہ نہ جمع کرو (۲) قرض نہ لو (۳) روپیہ کو (اسراف کر کے) نہ ضائع کرو  
(۴) دوسروں کے سرمایہ سے اپنی کفایت شعارہی اور جزر سی کے مشاہیرے  
نہ پیش کرو۔

اسکے بعد بشاپ صاحب نے جلسہ میں تفصیلاً بیان فرمایا  
بے ضرورت روپیہ جمع کر نیکی تدبیر مصلحت اس خیال سے کہ وقت پر فائدہ دیگا  
اور اس سے کام کچھ کا زمانہ سابق کی ایک خراب اور مضرت قدم تدبیر مصلحت  
تھی خصوصاً دور حاضرہ میں انک ہر ادنیٰ اور اعلیٰ چیزیں۔ یہاں تک کہ  
کرسمس گفٹس *Christmas Gifts* تحفہ جات کرسمس تک  
بطور استمرار و استغراق *Fixed Deposit* جمع کر دیے جاتے ہیں  
اور انکو کبھی برآمد کرنے اور صرف میں لانے کا بھی خیال پیدا نہیں کیا جاتا  
میرے نزدیک جو شے بخیاں استمرار و استغراق جمع کر دیجائے اور صرف میں

نہ لائی جائے وہ قوم و ملک کے لیے ضرور ضرر رسان ہوگی۔  
 جہاں تک ممکن ہو قرض لینے کی عادت ترک کر دی جائے یہ ایک مرض  
 متعدی ہے جو ایک سے دوسرے کو متعارف ہوتا ہے۔ اپنے موجودہ طرز معاشر  
 میں ہم ایک اور غلط راستے پر آچکے ہیں وہ یہ ہے کہ جوان مردوں اور عورتوں  
 میں (اسباب معیشت پیدا کرنے سے پہلے) شوق ازدواج پیدا ہونے لگتا ہو  
 یہ طریق عمل ان کے مستقبل کو رہن کر دیتا ہے۔ اگر وہ سلاک ازدواج میں آنے  
 سے پہلے اپنی جدوجہد سے اتنا حاصل کر لیا کریں جو بعد ازدواج ان کے سامان  
 و اسباب معاشرت میں دستی پیدا کر سکے تو ہر کو یقین ہے کہ ان کا مستقبل  
 روشن اور منور ہو جائے گا۔

قرض کا لین دین مخرّب اخلاق ہے۔ گو ایک وقت خاص میں کیا یا ہی  
 ضروری اور باوقار نہ ہو تاہم یہ عام انسانیت کے لیے مضرت رسان  
 ضرور سمجھا جائے گا۔

اسی طرح اسراف بھی نکر و موجودہ زمانہ کے مذاق کے مطابق لوگوں کو  
 اپنے مصارف خانہ داری میں غیر معمولی طور پر شاق و ناگوار معلوم ہوتا ہے  
 لیکن ان کا یہ عذر جو ان کی مغرورانہ عیش پسندی پر مبنی ہے ملک و قوم کی  
 مضرت خاص ہے۔ احمقانہ طور سے جمع کرنے اور اپنے مصارف کے  
 تحمل سے بڑھا دینے کا نام ملک و قوم کی مضرت خاص ہے۔

بشاپ صاحب نے اپنے خطبہ صدارت میں وہی باتیں تو بتلائی ہیں جو

ہمیشہ سے اسلام ہو کہ بتلا تا چلا آتا ہے۔ اور جسکو ہم پوری تفصیل سے لکھ کر اوپر  
بتلا چکے۔ دکھلا چکے اور سمجھا چکے ہیں سرمایہ داری کی مضر قوت کو ہم پوری  
شرح و بسط سے بیان کر چکے ہیں سود خواری کی تباہ کاریاں دکھلا چکے  
ہیں اسراف و فضول خرچی کی غلط کاریوں کو لکھ چکے ہیں قرض لینے کی  
بُری عادت سے بچنے کے لیے ہم پانچوں وقت کی نماز میں خدا سے  
دعا و التجا کرتے رہتے ہیں۔

ربَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ عَذَابُ الْحَشْرِ عَذَابُ الدِّينِ

ناظرین خود حقیقت کی نگاہ سے دیکھ لیں کہ جناب تقدس آب بشاپ  
صاحب نے اپنے اس مقدس خطبہ میں کون سی ایسی نئی شے بتلائی  
ہے اور ہمیں کس نئی چیز کی ہدایت تعلیم فرمائی ہے جسکو اسلام ہزاروں  
برس پہلے نہیں بتلا چکا ہے۔

نیا زمند احقر  
(خان بہادر) سید اولاد حیدر فوق بلگرامی  
کو اتھ (شریف عمارت) ضلع آرد

۴ رذی قعدہ ۱۳۵۵ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۳۷ء





قیمت چار آنہ

ماہیچ ۱۳۱۳ھ



۲۹۴۵.۲

۲۹۴۵.۲

This book was taken from the Library  
on the date last stamped. A fine of  
1 anna will be charged for each  
day the book is kept over time.

24 SEP 65



۲۹۴۵

URDU STACKS

1-925

فہم قر

URDU STACKS

1965.

450 6242

24 SEP 65

24 SEP 65

155

572/